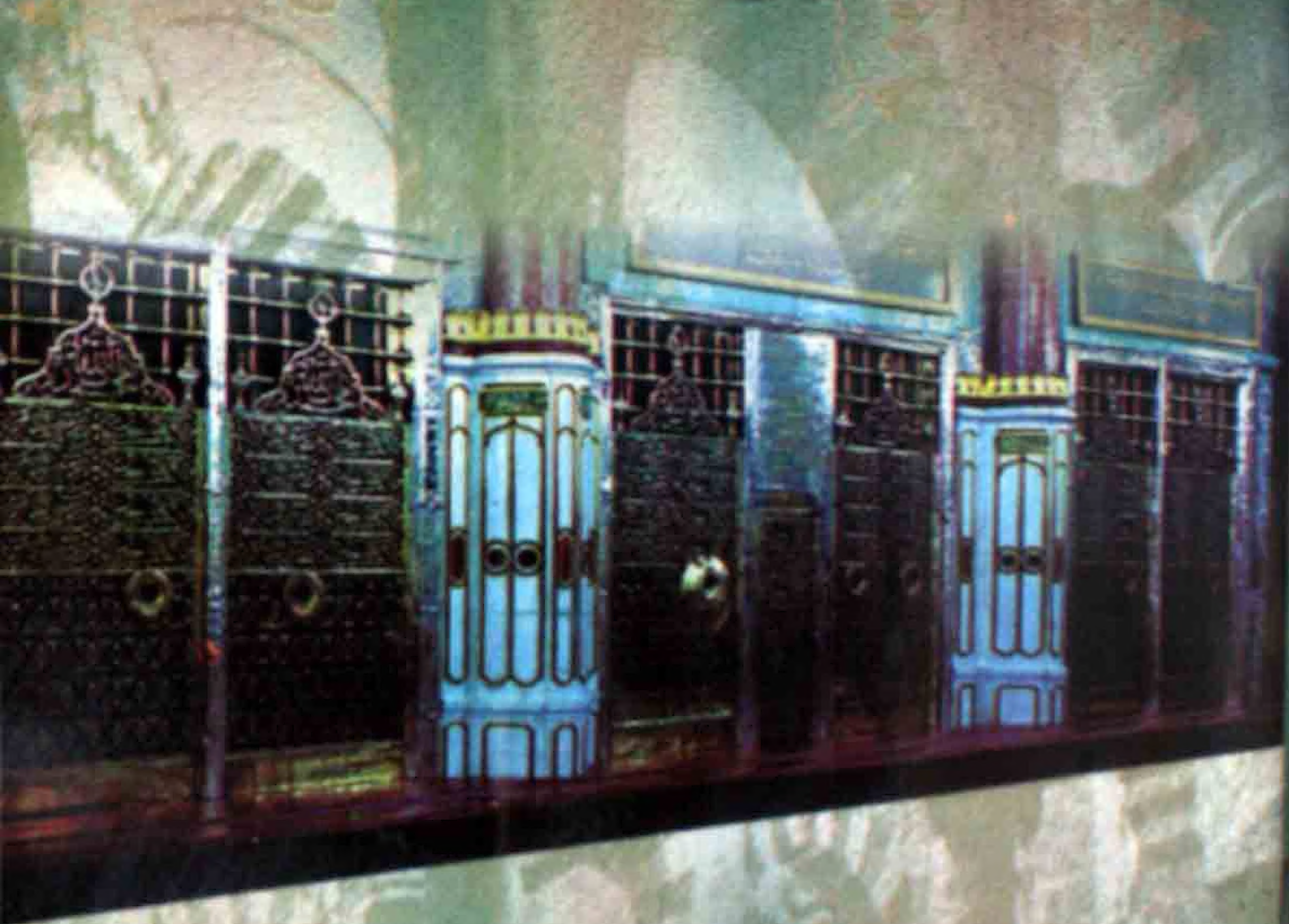


فضائلِ محمدؐ مبارک



مولانا یس خورشید مصباحی (انڈیا)

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

فضائلِ مومنِ مبارک

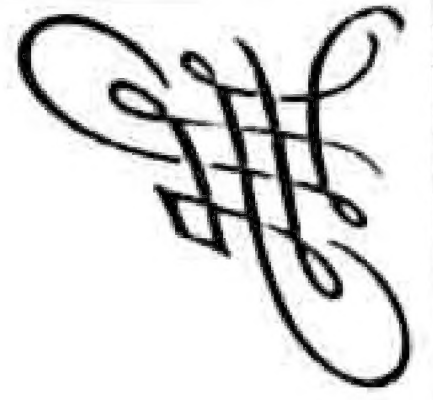
مستند

مولانا مسیح خورشید مصباحی (انڈیا)

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



جملہ حقوق محفوظ ہیں

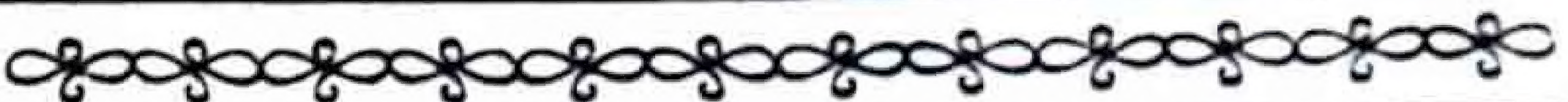
نام کتاب	فضائلِ موعے مبارک
مصنف	مولانا ایس اختر مصباحی (انڈیا)
با اہتمام	عمر حیات قادری
سلسلہ اشاعت	8
ناشر	حضرت سلطان باہو ٹرسٹ
تعداد	1100
قیمت	20 روپے

• حضرت سلطان باہو ٹرسٹ بی۔ بلاک لالہ زار فیرا ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

• جامعۃ الحمراء دربار حضرت سلطان باہو جھنگ

• مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

U.K. 17 Ombersley Road, Balsal Heath, Birmingham B-12, 8UT, UK.
Ph: UK, 07980601374, 0121-4404098 E-mail: monthlyramooz@yahoo.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ !

بزمِ شنائے زلف میں میری عروس فکر کو

ساری بہارِ بہشتِ خلد چھوٹا سا عطرِ دل ہے

پیغمبرِ اسلام محسنِ انسانیت مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اصل موجودات اور خلاصہ کائنات ہیں جنہیں خالقِ ارض و سماوات نے سید الاولین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین، اور شفیع المذنبین بنا کر اس خاکدانِ عالم میں مبعوث فرمایا۔ اور قابلِ صد رشک صوری حسن و جمال اور بے نظیر معنوی فضل و کمال سے آراستہ کر کے انھیں اپنی قدرت بکیراں کا شہکار بنایا۔

خاتمہ قدرت کا من دستکاری واہ واہ

کیا ہی تصویر اپنے پیالے کی سنواری واہ واہ

قبولِ اسلام سے پہلے خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار نے آپ کے ہر شعبہ زندگی، آپ کی جلوت و خلوت کو دیکھا، سمجھا، پہنچا اور آپ کی صداقت و دیانت، تدین و تقویٰ، سلوکِ کردار، جو دوسخا، نری و مرفوت، شجاعت و استقامت، حکمت و بصیرت کے بے شمار نمونے دیکھ کر یہ کہ بعد دیگے آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لاتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ اور ایک وقت وہ بھی آیا کہ آپ کی ایک جنبش لب اور اشارۃ ابرو پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ غزوہ بدر کے نازک ترین موقع پر مدینہ طیبہ کے اندر ایک مشاورتی نشست میں جاں نثارانِ مصطفیٰ کا یہ اعلان تسلیم و رضا تاریخ اسلام کے صفحات کی زینت بن چکا ہے۔

یا رسول اللہ! ہم قوم موسیٰ نہیں جو آپ کو یکہ و تنہا چھوڑ دیں۔ ہم آپ کے دائیں

لڑیں گے، بایں لڑیں گے، آگے لڑیں گے، پیچھے لڑیں گے، دیوانہ وار اور پروانہ وار
 لڑیں گے۔ اور آپ کا حکم ہو تو ہم سمندر کی بچھری ہوئی موجوں میں چھلانگ لگا دیں گے۔
 حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
 سرکٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جب صحابہ کرام حاضری دیتے تو ادب کی
 تصویر بن جاتے۔ نشست و برخاست میں جذبہ احترام رسولِ آنا غالب رہتا کہ
 لب کشائی کی جہرات نہیں ہو پاتی تھی۔ اور بعض اوقات آپ کی محفل کی یہ کیفیت ہوتی
 کہ محدثین اور سیرت نگاروں کی نقل کردہ روایت کے مطابق۔ گانِ علی رؤوسہم
 الطیر۔ ایسا محسوس ہوتا کہ صحابہ کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔
 اور جب محبوبِ کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات اور محامد و محاسن
 کے ذکر و بیان میں وہ رطب اللسان ہوتے تو عند لیسانِ چمن کی طرح نوا سخی میں سرشار و
 بے خود ہو جاتے۔ اور مدحت سرکار کائنات میں ان کی روئیں بھی کچھ اس طرح
 نغمہ سرا ہو جاتیں۔

اللہ کی سترابہ قدم شان ہیں یہ ۛ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
 قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں ۛ ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ
 محبتِ رسول گرامی و قارِ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانِ ایمان، مغزِ قرآن اور روحِ دین
 سمجھ کر انھوں نے دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ آپ کے ہر حکم و ارشاد کو سر آنکھوں پہ لکھا
 اور جس چیز کو آپ سے تھوڑی سی بھی نسبت ہو گئی اسے بھی عقیدت و احترام کی نظر سے دیکھا۔
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت و شیفتگی کے نہ جانے
 کتنے واقعات صفحات کتب حدیث و سیر پر نقش ہیں۔ فرطِ محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ
 کی زیارت کے وقت صحابہ کرام غایتِ ادب کے ساتھ آپ کا دستِ مبارک بھی چوم
 لیا کرتے تھے۔ صاحبِ صحیح بخاری امام محمد بن اسمعیل بخاری (ولادت ۱۹۴ھ - وصال
 ۲۵۶ھ) تحریر کرتے ہیں۔

عن عائشة أم المؤمنين قالت ما رأيت أحدا كان أشبه
حديثا وكلاما برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة. وكانت
إذا دخلت عليه قام إليها فرحب بها وقبلها وأجلسها في مجلسه
وكان إذا دخل عليها قامت إليه فأخذت بيده وقبلته وأجلسته
في مجلسها. فدخلت عليه في مرضه الذي توفي فرحب بها وقبلها.
(ص ۱۴۲ - باب الرجل يقبل ابنته - الادب المفرد مطبوع بمبئی)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے بیان کیا۔ کلام و گفتگو میں فاطمہ زہرا کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی مشابہت تھی وہ میں نے کسی اور میں نہیں دیکھی۔
فاطمہ زہرا جب آپ کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے۔ انہیں
بوسہ دیتے اور اپنی خصوصی جگہ پر بٹھاتے۔ اور جب آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے
تو وہ اٹھ کر آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اسے بوسہ دیتیں، اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال میں بھی جب فاطمہ زہرا حاضر ہوئیں تو آپ نے
انہیں خوش آمدید کہا اور بوسہ دیا۔

ایسا نہیں کہ اسے صرف باپ اور بیٹی کا معاملہ سمجھ کر دست بوسی کے جواز کو محدود
کیا جاسکے۔ کیونکہ اس سے متصل ہی ایک دوسری روایت ہے جس میں باب تقبیل
الید کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر کے ایک غزوہ سے واپسی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ملاقات کا ذکر ہے۔ جس میں حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں۔
فقبلنا يده (الادب المفرد) پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کی۔
عبدالرحمن بن رزین (طبقات ابن سعد میں عبدالرحمن بن زید العزاقی سے یہ روایت
بیان کی گئی ہے) کی روایت ہے۔

مررنا بالربذة فقبل لنا ههنا سلمة بن الأكوع فاتينا فسلمنا
عليه فاخرج يديا. فقال بايعت بهاتين نبي الله صلى الله عليه
وسلم فاخرج كفالاً ضخمة كأنها كف بعير فقمنا إليها فقبلناها

(ص ۱۲۴۔ باب تقبیل الید۔ الادب المفرد للامام البخاری)

ہم مقام ربذہ پہنچے تو ہمیں بتایا گیا کہ یہاں حضرت سلمہ بن اکوع موجود ہیں۔ ہم ان کے پاس پہنچے، انھیں سلام کیا۔ انھوں نے اپنا ہاتھ باہر نکالا اور کہا ان ہاتھوں سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ انکی ہتھیلی اونٹ کے سُم جیسی تھی ہم نے اسے چوم لیا۔

حضرت ابن جددان سے روایت ہے۔

قال ثابت لانس أمست النبي صلى الله عليه وسلم قال
نعم فقبلها۔ (حوالہ مذکورہ)

حضرت ثابت نے حضرت انس سے پوچھا، کیا تمہارے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے مس ہوئے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں! تو آپ نے اسے چوم لیا۔ حضرت یونس بن میسرہ بیان کرتے ہیں۔

دخلنا على يزيد بن الاسود عائدین فدخل عليه، واثله بن
الاسقع رضی اللہ عنہ، فلما نظر اليه، مديده فاخذ يده فمسح
بها وجهه، وصدره لانه بايع رسول الله صلى الله عليه و
سلم۔ (رواه ابو نعیم فی الحلیۃ۔ ج ۹)

ہم یزید بن اسود کی عیادت کرنے گئے۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بھی اسی وقت ان کے پاس پہنچے۔ یزید بن اسود نے انھیں دیکھ کر اپنا ہاتھ بڑھایا اور واثلہ بن اسقع کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے چہرہ اور سینہ پر ملا۔ کیونکہ واثلہ نے اپنے ان ہاتھوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیا تھا اور بیعت کی تھی۔

قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مالکی (ولادت ۴۷۶ھ وصال ۵۴۳ھ) لکھتے ہیں۔

وروی ابن عمر وارضعاً يده على مقعد النبي صلى الله عليه وسلم من المنبر ثم وضعها على وجهه، (ص ۴۲ ج ۲، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى مطبوعہ ممبئی)

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ منبر رسول جہاں آپ کی نشست گاہ تھی اس کو اپنے ہاتھ سے مس کر کے اپنے چہرے پر مل لیا کرتے تھے۔

حضرت ابو محمد ورہ کی پیشانی کے تھوڑے سے بال اتنے لمبے تھے کہ وہ زمین تک آجاتے تھے۔ انھیں آپ کٹواتے نہیں تھے۔ لوگوں نے اسے کٹوانے کو کہا تو آپ نے کہا ان بالوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ شفقت پھیرا ہے میں انھیں زندگی بھر نہیں کٹواسکتا۔ (بیہقی، دارقطنی، مسند احمد، ابن حبان، شفاء وغیرہ)

صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی کہ وہ صرف آپ کے دستِ مبارک کو نہیں بلکہ جو ہاتھ اس دستِ مبارک سے مس ہو جانا اسے بھی بوسہ دیتے، چہرے اور سینے پر ملتے حتیٰ کہ آپ کی نشست گاہ سے بھی برکت حاصل کرنے کے لیے اسے چھو کر اپنے چہرے پر مل لیا کرتے تھے۔ اور یہ مس کرنا، بوسہ لینا آپ کی ذات اور آپ سے منسوب چیزوں ہی کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ احترام و عقیدت کی انھوں نے ایک ایسی دنیا بسا رکھی تھی جس میں آپ سے کچھ عرض و معروض کرنے کیلئے یا محمد نہیں بلکہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ، فداک ابی و امی کہا جاتا تھا۔ اور مقامِ ندائیں یا محمد کہہ کر آپ کو نہیں پکارا جاتا تھا۔ غیر مقامِ ندائیں میں جب یہ نام پاک ان کی زبان پر آتا تو وہ جھوم اٹھتے، روح مسکرا اٹھتی، دل وجد میں آجاتا اور بہجت و انبساط، کیف و سرور کے عالم میں وہ خود اپنے ہی لبِ جوم لیا کرتے تھے۔

لب پہ آجاتا ہے جب نامِ جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہدِ نایاب
وجد میں آکے ہم اے جانِ بنیاب، اپنے لبِ جوم لیا کرتے ہیں
قدم نازِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے نسبت رکھنے والے شہرِ مبارک کے بارے میں
رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ (سورہ بلدہ آیت ۱-۲)
مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس میں تشریف فرما ہو۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک بار عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی کتنی عظیم شان اور حیثیت ہے کہ خالق کائنات نے آپ کے خاکِ قدم کی قسم یاد فرمائی ہے۔

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر اور گھر کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں ما بین بیتي ومنبري روضة من رياض الجنة (بخاری و مسلم) میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کا ایک باغ ہے۔

ایک روایت میں ہے

ان منبري على ترعة من ترع الجنة (المحدث)

میرا منبر جنت کا ایک ترعہ (باغ - دروازہ - زمینہ) ہے۔ اور فرمایا آپ نے۔ منبري على حوضي (بخاری) میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر کلام و بقا کی قسم

اک طرف روضہ کا نور ایک سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ولادت ۹۵۸ھ - وصال ۱۰۵۲ھ) مدینہ النبی اور مکہ مکرمہ کی فضیلت پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”بالآخر فیصلہ اس پر ٹھہرا کہ قبر شریف سید کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات مطلقاً اور بالعموم افضل واکرم ہے۔ خواہ شہر مکہ مکرمہ ہو یا خانہ کعبہ شریف۔ اور خانہ کعبہ سوائے قبر شریف آنحضرت شہر مدینہ سے افضل ہے۔ اور باقی مدینہ افضل ہے باقی مکہ افضل ہے باقی مدینہ سے۔ اس میں اختلاف

ہے۔ الخ (ص ۱۴ جذب القلوب الی دیار المحبوب۔ مطبوعہ رضوی کتاب گھر۔ بھونڈی)
طبرانی نے معجم کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ
کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے ہیں۔
المدينة من مکتہ۔ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بہتر ہے۔
اور امام مالک نے موطا میں روایت کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بطریق ثوبیخ کے عبداللہ بن عباس مخزومی
سے کہا۔

تم کہتے ہو کہ مکہ افضل ہے مدینہ سے؟

انہوں نے جواب دیا۔ ہاں! مکہ حرم خدا ہے تعالیٰ اور بلدِ امان ہے۔ اور مکہ
میں حق سبحانہ تعالیٰ کا گھر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فرمایا کہ میں حرم خدا اور اس کے گھر کی بابت
کچھ نہیں کہتا۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ مکہ افضل ہے مدینہ سے؟

انہوں نے پھر کہا کہ مکہ حرم خداوندی ہے اور اس میں اس کا گھر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سہ بارہ فرمایا کہ — میں حرم خدا اور بیت اللہ کی
بات تو دریافت ہی نہیں کرتا۔

کچھ دیر تک اسی طرح باہم گفتگو ہوتی رہی۔ پھر حضرت عمر چلے گئے (ص ۱۸ جذب القلوب)

طیبہ نہ سہی افضل، مکہ ہی بڑا زاہد۔

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

کعبے اگر تربت شہ، فاضل ہے۔ — کیوں بایں طرف اس کے لیے منزل ہے

اس نکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا — سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقد دل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والے سائے مقامات و مشاہد
آثار و تبرکات کی صحابہ و تابعین تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اور آپ کے منسوب ہر چیز
کے احترام کو وہ آپ ہی کی تعظیم کا حصہ سمجھتے تھے۔

سواد اعظم المسند وجماعت کے درمیان متواتر طور پر وہ روایت چلی آ رہی ہے جس کے کچھ نمونے آپ نے ملاحظہ کیے۔ اور قاضی عیاض مالکی (دھال ۵۴۴ھ) نے اسی مسلک کو اپنے ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

وَمِنْ اعْظَامِهِمْ وَأكْبَارِهِ اعْظَامُ جَمِيعِ اسْبَابِهِ وَاکْرَامُ مَشَاهِدِهِ وَامْكُنْتِهِ مِنْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَمَعَاهِدِهِ - وَمَا لِمَنْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَرَفَ بِهِ - (ص ۴۴ ج ۲ شفاء)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات جن کا آپ کے جسد اطہر سے کسی بھی طرح کا کوئی علاقہ ہو اس کی تعظیم و تحکیم مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ اور اسی پر اسلاف کرام کا تعامل ہے۔

ان آثار و تبرکات کی حقیقی حیثیت ثقہ تاریخ و سند سے زیادہ قابل اطمینان ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلسل روایت اور تاریخ و سند نہ ہو تب بھی آپ کی طرف اس کی نسبت کی شہرت ہی کافی ہے۔ فرضی و اختراعی آثار و تبرکات کا الزام دینا اور ان کی تعظیم نہ کرنا شانِ مومن سے بعید ہے۔ اور کوئی مسلمان بلا وجہ کسی چیز کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیوں کرے گا؟ اس لیے اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے بدگمانی سے بچنا لازم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ (سورہ یونس آیت ۲۶) بیشک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا۔

نیز ارشاد ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ (سورہ حجرات آیت ۱۲)

اے ایمان والو! زیادہ گمان سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔

بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

اور بالفرض کوئی شخص دیدہ و دانستہ کسی چیز کا انتساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط طور پر کرتا ہے تو اس کے لئے یہ وعید ہے۔

من کذب علی متعمداً فلیتبعوا مقعدہ من النار۔ (الحديث)

جو میری طرف غلط انتساب کرے و جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔

اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا عذاب وہ خود ہی بھگتے گا اور سچا ہے تو پھر بدگمانی کرنے والے پر وبال ہوگا۔

وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْكَ كِذْبُہٗ۔ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِيبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ۔ (سورہ مومن آیت ۲۷)

اور بالفرض اگر وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط بیانی کا وبال ان پر ہوگا۔ اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں۔

بہ حال! دنیا میں جہاں کہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کوئی موئے مبارک ہے ہم عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسے سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ابرو و مشرکان رسول کے ذکر کو وجہ سعادت و ذخیرہ آخرت سمجھتے ہیں۔ ابریکرم بن کر چھا جانے والے معطر و معنبر گیسوئے پاک کی طرف پُر امید نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اور اس کی رحمت و بکس نوازی پر یقین رکھتے ہوئے میرا تو ذوق و وجدان یہ کہنا چاہ رہا ہے۔

صبح وطن پہ شام غریباں کو دوں شرف
بکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی (ولادت ۸۱۷ھ وصال ۸۹۸ھ) لکھتے ہیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں سرمنڈا کر سارے بال ایک سبز درخت پر رکھوا دیئے۔

اصحاب رسول اسی درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور موئے مبارک کو چھنے اور ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت ام غمارہ کہتی ہیں۔ میں نے بھی چند بال

حاصل کر لیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریم کو پلا دیتی تو اللہ رب العزت اسے شفا اور صحت عطا فرماتا۔ (ص ۱۲۸۔ شواہد النبوة لتقویۃ یقین اہل الفتوة از عبدالرحمن جامی۔ مطبوعہ محل پبلیکیشنز، جامع مسجد، دہلی)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں ابو عبد اللہ محمد بن سعد زہری (ولادت ۶۸ھ وصال ۲۴۰ھ) نے لکھا ہے۔

جب عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن کا تراشہ اور موئے مبارک ان کے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد پنجم)

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، آپ کی صفات، آپ کی یاد، آپ کی طرف منسوب اشیاء کا ذکر و بیان بھی یقیناً شفاء امراض و دوائے جملہ علت ہائے روحانی و جسمانی ہے۔ نسخہ مغفرتِ ذنوب ہے، اکسیر اعظم ہے، سایہ رحمت ہے، سبب کرم و عنایت ہے، اور باعثِ شفاعتِ شفیع المذنبین ہے۔ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ہم سیہ کاروں پر یارب! تپش محشر میں

سایہ افگن ہوں، تیرے پیارے کے پیارے کیسو

آمین، آمین، یارب العالمین بجاہ حبیب سید المرسلین۔

علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ و اکرم التسلیمات

یس اختر مصباحی

بانی و مہتمم دار القلم ذاکرنگر۔ نئی دہلی ۲۵

مدیر ماہنامہ حجاز جدید۔ ۲۲۲، میا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

دوشنبہ بتاریخ ۱۵ رجب الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۹۴ء

شعائر اللہ کی عظمت و برکت

رب کائنات نے جن احکام و مناسک اور مقامات و اماکن کی حرمت و تکریم کا حکم دیا ہے انہیں حرمت و شعائر اللہ کہا جاتا ہے۔ وہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ انہیں دیکھ کر اور ان سے متعلق ہدایات پر عمل کر کے ایمان کی لذت و حلاوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور مومن کے درجہ ایمان اور منصب شرف و کرامت میں رب کائنات ترقیاں عطا فرماتا ہے۔ طواف بیت اللہ وغیرہ کا حکم بیان کرنے کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُعْظِمْ حُرْمَتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّدٰى عِندَ رَبِّہٖ۔ (سورہ حج آیت ۳۰)

بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

حُرْمَتِ اللّٰہ سے رب کے احکام و ارشادات مراد ہیں۔ خواہ وہ جن فرائض و عبادات سے متعلق ہوں۔ مناسک حج بھی مراد ہیں۔ اور بعض مفسرین بیت حرام، مشعر حرام، شہر حرام، بلد حرام، اور مسجد حرام بھی مراد لیتے ہیں۔

اس کے بعد والی دوسری آیت کریمہ میں بھی اسی طرح کا حکم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوٰی الْقُلُوْبِ (سورہ حج آیت ۳۱)

بات یہ ہے اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے نزدیک یہاں شعائر اللہ سے مراد قربانی کے جانور ہیں۔ اور ان کی تعظیم یہ ہے کہ فریب و خوبصورت قیمتی لئے جائیں۔

شعائر اللہ میں جاندار اور بے جان دونوں چیزیں شامل ہیں۔ اور انہیں عظمت و برکت سے نوازا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے
وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا
خَيْرٌ - (سورہ حج آیت ۲۶)

اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی
نشانوں سے کیے۔ تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کیلئے پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہ نے جن
دوبے جان پہاڑیوں کا چکر لگایا۔ اور پھر حضرت اسماعیل کی ایڑیوں کے نیچے سے چشمہ
زم زم ابل پڑا۔ یہ دونوں چیزیں بھی شعائر اللہ میں داخل ہو گئیں۔ حجاج وزائرین احتراماً
کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہو کر آب زم زم سے سیراب ہوتے ہیں۔ اور حج و عمرہ کرنے والے
صفا و مروہ کی سعی کرتے ہیں۔

صفا و مروہ کے شعائر اللہ میں داخل ہونے اور اسکے طواف کے بارے میں اس
آیت کریمہ کے اندر صراحت موجود ہے۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ
اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ
خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ - (سورہ بقرہ آیت ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانوں میں سے ہیں۔ تو جو اس بیت اللہ کا
حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں (صفا و مروہ) کا طواف
کرے۔ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا
سلم والا ہے۔

حج سال میں صرف ایک مرتبہ اپنے متعین وقت پر ہوگا۔ اور عمرہ ہر دن ہو سکتا
ہے۔ حج و عمرہ دونوں میں صفا و مروہ کے درمیان سعی لازم ہے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ شعائر اللہ سے دین کی نشانیاں مراد ہیں مثلاً
مقامات متبرکہ میں سے کعبہ، صفا، مروہ، منی، مزدلفہ، عرفات، مساجد وغیرہ۔ اور

ازمنہ مقدسہ میں سے جمعہ، آیام تشریق، عید الفطر، عید الاضحیٰ، رمضان، اشہر حرام وغیرہ۔ اسی طرح دیگر نشانیاں مثلاً اذان، اقامت، نماز باجماعت، نماز جمعہ نماز عیدین، ختنہ وغیرہ۔ یہ سب شعائر اللہ میں داخل ہیں، جن کا اکرام و اہتمام اہل ایمان کا مذہبی فریضہ ہے۔

کعبۃ اللہ! معبود حقیقی کا پہلا گھر اور اسکی عظیم نشانی ہے جس کی طرف رخ کر کے مسلمان اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبْرَكًا وَهُدًى
لِّلْعَالَمِينَ۔ (سورۃ آل عمران آیت ۹۶)

بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے جو برکت والا ہے اور سائے عالم کا رہنما ہے۔

اس کعبۃ اللہ سے متصل ایک عظیم نشانی مقام ابراہیم ہے۔ اور یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی جس پر آپ کے نشان قدم پڑ گئے اور امتداد زمانہ کے باوجود پہلوئے کعبہ میں یہ مقام ابراہیم آج بھی موجود ہے۔ اسی مقام ابراہیم کے بارے میں رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ (آل عمران آیت ۹۷)
اس (کعبہ) میں کھلی نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیم ہے۔

اس مقام ابراہیم کے قریب نماز پڑھنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے جس سے اس کی شرف و فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (سورہ بقرہ آیت ۱۲۵)
اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

وادی منیٰ میں حجاج کرام تسربانی کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جگہ حضرت اسمعیل علیہ السلام سے متعلق واقعہ قربانی کی یاد دلاتی ہے۔ اور شعائر اللہ میں وادی منیٰ بھی داخل ہے جہاں حج کے موقع پر تسربانی دی جاتی ہے۔

اسی طرح تابوت سکینہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور اس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت شمویل علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی بنائے گئے۔ بنی اسرائیل پر اس زمانہ میں ایک ظالم و جابر بادشاہ جالوت مسلط تھا۔ بنیامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک صالح اور عالم و شجاع شخص کو حضرت شمویل علیہ السلام نے حکم الہی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ نبوت لاوی بن حضرت یعقوب علیہ السلام اور سلطنت یہود بن حضرت یعقوب علیہ السلام میں چلی آرہی ہے۔ اور یہ ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں تو یہ ہمارے بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ سلطنت کا تعلق نسل و خاندان سے نہیں بلکہ صرف توفیق و فضل الہی سے ہے۔ پھر طاوت کے بارے میں حضرت شمویل نے کہا۔
 قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ
 وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ (سورہ بقرہ آیت ۲۴۷)

فرمایا! اے اللہ نے تم پر چن لیا۔ اور اے علم اور جسم میں کثافت کی زیادہ دی۔ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے۔

پھر بنی اسرائیل نے حضرت شمویل سے کہا کہ اگر طاوت حکم الہی ہمارے بادشاہ ہیں تو ان کی نشانی کیا ہے؟ حضرت شمویل نے کہا جسکی حکایت قرآن میں اس طرح ہے۔
 وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ
 فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَ
 آلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ
 كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ (سورہ بقرہ آیت ۲۴۸)

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا۔ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور

کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ و معزز ہارون کے ترکہ کی۔ اٹھاتے لائینگے
اسے فرشتے۔ بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے۔ اگر تم ایمان
رکھتے ہو۔

اس موقع پر جب بنی اسرائیل پر جہاد فرض ہوا تو وہ بہانے بنا کر پیچھے ہٹ
گئے۔ بیت المقدس سے لشکر طالوت کی روانگی اور جہاد کے پہلے مرحلہ میں صرف
تین سو تیرہ افراد نے شرکت کی۔ جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی شامل تھے اور
آپ ہی نے جالوت کو قتل کیا جس کے انعام میں طالوت نے اپنی بیٹی سے آپ کا نکاح
کر دیا۔ اور انتقال طالوت کے بعد تمام ملک پر حضرت داؤد کی سلطنت ہو گئی۔ ارشادِ
باری تعالیٰ ہے۔

وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَاتَّخَذَ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ
وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ (سورہ بقرہ ایت ۲۵۱)
اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ اور اللہ نے اسے سلطنت و حکمت
عطا فرمائی۔ اور اسے جو چاہا سکھایا۔

تالوت سکینہ جسے اللہ نے نشانی قرار دیا ہے وہ شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا
تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ جوڑا صندوق تھا۔ تفسیر جلالین و جمل و خازن و مدارک وغیرہ
میں اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

تالوت سکینہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔
اس میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں تھیں۔ اور آخر میں
حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کے دولت سرائے اقدس کی
تصویر ایک سرخ یا قوت میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور آپ کے
گرد آپ کے اصحاب ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا۔ یہ صندوق وراثۃً
منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا۔ آپ اس میں توریث بھی رکھتے تھے۔

اور اپنا مخصوص سامان بھی۔ چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا، اور تھوڑا سا "من" جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دل کی تسکین رہتی تھی۔

آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متواتر ہوتا چلا آیا جب انھیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے۔ دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے۔

جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بد عملی بہت بڑھ گئی اور اللہ نے ان پر عاقبت کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے۔ اسے گندے اور نجس مقامات پر رکھا اور اس کی بے حرمتی کی ان گستاخیوں کی وجہ سے عاقبت طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے۔ ان کی پانچ آبادیاں ہلاک ہوئیں۔ اور انھیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے۔

اپنی یہ بربادی دیکھ کر عاقبت نے تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طاوت کے پاس لائے۔

اس طاوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طاوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل نے اسے دیکھ کر طاوت کی بادشاہی قبول کی اور بلا پس و پیش جہاد کے لیے تیار ہو گئے کیونکہ تابوت پا کر انھیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا۔

طاوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کیے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تابوت سکینہ کی تصویریں اللہ کی طرف سے آئی تھیں، کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں تھیں۔ جاندار کی تصویر سازی و تصویر کشی انسان کے لئے ممنوع و حرام ہے۔

مذکورہ تفصیلاتِ تابوتِ سکینہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء و صالحین کے آثار و تبرکات کا اعزاز و اکرام اہل ایمان کے لئے ضروری ہے۔ ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حاجتیں پوری ہوتی ہیں، بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ دشمن پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ دل کو سکون ملتا ہے۔ اور ان کی بے حد متی و اہانت، بد نصیبوں، گستاخوں اور گمراہوں کا طریقہ ہے اور بربادی و ہلاکت کا سبب ہے۔

شعائر اللہ ہی میں قمیصِ حضرت یوسف بھی شامل ہے۔ برادرانِ حضرت یوسف نے جب آپ کو حضرت یعقوب سے جدا کر دیا اور اپنے بیٹے حضرت یوسف کی جدائی میں روتے روتے حضرت یعقوب کی بنیائی زائل ہو گئی تو عرصہ دراز کے بعد حضرت یعقوب کے حکم پر برادرانِ یوسف کنعان سے مصر پہنچے۔ ملاقات کے بعد جب حضرت یوسف کو اپنے والد کا یہ حال ان کی زبانی معلوم ہوا تو انھوں نے کہا۔

اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِيْ يٰٓاَتِ
بَصِيْرًا۔ (سورۃ یوسف آیت ۹۳)

میرا یہ کرتا لے جاؤ۔ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو، ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

یہ قمیصِ حضرت یوسف حضرت یعقوب کے پاس پہنچی اور
فَلَمَّا اَنَّ جَاءَ الْبَشِيْرَ اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهِ وَنَارَ تَدَّ
بَصِيْرًا۔ (سورۃ یوسف آیت ۹۶)

جب خوشخبری سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا
تو ان کی آنکھیں پھر روشن ہو گئیں۔

اب آپ نگاہِ نور و روشنی، قلب کو سکون، روح کو تازگی، جسم کو شفا دینے والے
آثار و تبرکات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق چند مستند احادیث
روایت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ اپنی یہ چادر مبارک عنایت فرمادیں۔ آپ نے اسے وہ چادر عطا فرمادی۔ صحابہ کرام کے سوال پر اس شخص نے چادر حاصل کرنے کی یہ وجہ بتائی۔

فقال الرجل والله ما سألتها الا لتكون كفن يوم اموت فقال سهل فكانت كفنه (بخاری)

اس شخص نے کہا۔ واللہ! میں نے یہ چادر آپ سے اس لئے مانگی ہے کہ اسے اپنا کفن بناؤں۔ سهل بن سعد کہتے ہیں۔ یہی چادر اس کا کفن بنی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ تھا جس کے بائے میں وہ کہتی ہیں۔

فقلت هذه كانت عند عائشة حتى قبضت فلما قبضت قبضتها۔ وكان النبي صلى الله عليه وسلم يلبسها فنحن نغسلها للمرضى يستشفى بها۔ (ص ۱۹۰ مسلم جلد دوم)

اسماری نے کہا کہ یہ جبہ عائشہ صدیقہ کے پاس ان کے انتقال کے وقت تک رہا۔ انتقال کے بعد اسے میں نے لے لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے ہم اسے دھو کر مریضوں کو اس کا پانی پلاتے ہیں جس سے انھیں شفا مل جاتی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہمارے گھر تشریف لائے۔ اور ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کے منہ سے اپنے پانی پیا۔ میری ماں ام سلیم نے مشکیزہ کے اس حصہ کو کاٹ کر محفوظ کر لیا جس سے لبہائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مس ہوئے تھے مشکیزہ کا یہ منہ ہمارے گھر میں محفوظ ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت خدش بن ابی خدش کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیا کرتے تھے اور آپ سے ہی خدش بن ابی خدش نے حاصل کر لیا تھا۔

حضرت عمر فاروق جب بھی حضرت خدائش کے پاس جاتے تو وہی پیالہ منگواتے اور اس میں آب زم زم رکھ کر پیتے پھر اپنے چہرے پر اس پانی کے چھینٹے مارتے۔ (ترجمہ خدائش - الاصابہ - کنز العمال)

حضرت ابو عبد الرحمن السلمي حضرت احمد بن فضلویہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے مس کردہ ایک کمان تھی جسے وہ بغیر طہارت کے نہیں چھوتے تھے۔

قال ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ منذ بلغنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدی۔

(ص ۲۴ الشفا جلد دوم قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۲ھ)

انہوں نے کہا جب سے مجھے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے یہ کمان مس کردہ ہے اس وقت سے بغیر طہارت کے میں نے اسے نہیں چھوا ہے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الغداة جاء خدام المدينۃ یا ینتہم فیہا الماء۔ فما یؤتی باناء الا غمس یدہ فیہا۔ فربما جاء فی الغداة الباردة فیغمس یدہ فیہا (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو مدینہ طیبہ کے بچے اپنے اپنے برتن میں پانی بھر کر آپ کے پاس لاتے اور آپ ہر برتن میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔ کبھی کبھی سخت سردی میں بھی فجر کے وقت بچے آتے تب بھی آپ ان برتنوں میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔

حضرت ابو حنیفہ بیان کرتے ہیں۔

رأیت بلالاً اخذ وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ورأيت الناس يبتدرون ذلك الوضوء. فمن اصاب منه
شيئاً تمسح به. ومن لم يصب منه شيئاً اخذ من بلل
يد صاحبه. (بخاری)

میں نے بلال حبشی کو دیکھا کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو
کا بچا ہوا پانی جمع کر لیا۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ لوگ وہ پانی حاصل کرنے کے
لئے ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑے ہیں۔ جسے کچھ پانی مل گیا اس نے تو اسے
(منہ اور بدن پر) مل لیا۔ اور جو اس سے محروم رہا وہ پانی حاصل کرنے والے شخص
کے ہاتھ کی تری ہی سے فیض حاصل کر رہا ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔

ثلم رسول الله صلى الله عليه وسلم اظفاراً وقسم
بين الناس (مسند امام احمد بن حنبل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناخن مبارک کٹوائے اور انھیں
موجود لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔

رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم والمحلاق يحلقه
وطاف به اصحابه، فما يريدون ان تقع شعرة الا في
يد رجل. (ص ۲۵۶ جلد دوم مسلم)

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال حجام مونڈ رہا ہے
اور صحابہ کرام آپ کے گرد منڈلا رہے ہیں۔ ان کی خواہش و کوشش یہ تھی کہ آپ کا
موئے مبارک کسی کے ہاتھ ہی میں گرے۔

حضرت محمد بن سیرین تابعی سے روایت ہے۔

قلت لعبيدة عندنا من شعر النبي صلى الله عليه وسلم
اصبناه من قبل الناس او من قبل اهل النس قال لان تكون عندى

شعرة منه، احب الى من الدنيا وما فيها۔ (بخاری۔ کتاب الوضوء)
میں نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے موئے مبارک ہیں جو انس بن مالک یا ان کے گھروالوں کے ذریعہ ہمیں حاصل
ہوئے ہیں۔

حضرت عبیدہ نے کہا میرے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک
موئے مبارک ہونا دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں۔
روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات و تبرکات میں سے
بعض چیزیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھیں جنہیں انھوں نے ایک کمرہ میں
احترام کے ساتھ محفوظ کر رکھا تھا اور ہر روز ایک بار ان تبرکات کی زیارت کیا
کرتے تھے۔

سادات و اشراف میں سے جب کوئی آپ سے ملاقات کے لئے آتا تو اسے
بھی آپ ان کی زیارت کراتے اور عرض کرتے کہ یہی تبرکات تو میرا سرمایہ و میراث
ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی برکت سے تمہیں عزت دے۔

کمرہ کے اندر رکھے ہوئے تبرکات یہ تھے۔ چار پائی، چمڑے کا تکیہ جس میں
کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک جوڑا موزہ، چکی اور ترکش جس میں چند تیر تھے۔
تکے کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی چکنائی کا اثر تھا۔
ایک شخص کو سخت بیماری لاحق ہوئی جس سے اسے شفا نہیں مل رہی تھی۔ حضرت
عمر بن عبدالعزیز سے اس کے بارے میں ذکر کیا گیا اور پھر آپ کی اجازت سے اس
چکنائی میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا۔ جس سے وہ تندرست ہو گیا۔

(مدارج النبوة)

حضرت علامہ عبداللہ الدین سیوطی (ولادت ۸۴۹ھ وصال ۹۱۱ھ) ایک
روایت نقل کرتے ہیں۔

جب کعب بن زہیر نے اپنا قصیدہ بابت سعاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنایا تو آپ نے چادر مبارک دوش اٹھ کر اتار کر کعب کو عطا فرمائی۔ امیر معاویہ نے کعب کو لکھا کہ دس ہزار درہم لے لو اور چادر مبارک ہم کو دے دو۔ لیکن کعب نے انکار میں جواب دیا۔ جب کعب کا انتقال ہوا تو امیر معاویہ نے ان کے بیٹوں سے وہ چادر مبارک بیس ہزار درہم میں حاصل کر لی۔ پھر وہ چادر خلفائے بنو عباس میں منتقل ہو گئی۔ (ص ۸۲ تاریخ الخلفاء مطبوعہ دہلی)

حضرت مولانا علی قاری بن سلطان محمد ہر دی (متوفی ۱۰۱۴ھ) حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کی وصیت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وصیت کرتے ہوئے امیر معاویہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات میں لنگی، چادر اور کرتہ میرے پاس ہے۔ چند موئے مبارک اور ناخن کے تراشے ہیں۔

مجھے کفن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ پہنایا جائے۔ آپ کی چادر میں مجھے لپیٹا جائے، اور آپ کی لنگی مجھے باندھ دی جائے۔ پھر میرے ان اعضا پر جن سے سجدہ کیا جاتا ہے، آپ کے موئے مبارک اور تراشے ناخن اقدس رکھ کر مجھے ارحم الراحمین کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ (ص ۶۲۸ جلد ۵ مرقاة شرح مشکوٰۃ)

وادی منی، صفا و مروہ، مقام ابراہیم، تابوت سکینہ، پیالہ، جبہ، چادر، ناخن، بال، کمان، موزہ، تکیہ، چار پائی و دیگر آثار و تبرکات کے ساتھ انبیاء و صالحین کے جذبہ احترام کے ایمان افروز مناظر سے آپ کی نگاہیں روشن و منور ہوئیں۔ صحابہ و تابعین کے والہانہ انداز محبت کو دیکھ کر آپ کا بھی جذبہ عقیدت جاگ اٹھا اور ایسا کیوں نہ ہو کہ۔

وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ

(سورہ حج آیت ۲۱)

اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔
 حضرت یوسف کنعانی کی قمیص سے حضرت یعقوب کی نگاہیں روشن ہو گئیں اور
 حضرت محمد عربی کے تبرکات سے صحابہ و تابعین نے اپنے جسم و روح اور قلب و ضمیر کو
 روشن کیا۔ اور آپ کے آثارِ مقدسہ کے نکھرے ہوئے جلوؤں سے انہوں نے زمین
 کے اوپر اور زمین کے نیچے بھی روشنی اور سکونِ دل حاصل کر کے اپنے صحرائے قلوب
 کو گلزار و گلستان بنا دیا۔

اللہ اللہ! بہارِ چمنستانِ عرب	پاک ہیں لوٹ خزاں سے گلِ دیکانِ عرب
عرش سے مژدہ بقیس شفاعت لایا	طائرِ سدرہ نشیں مرغِ سلیمانِ عرب
کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بونے قمیص	یوسفستان ہے ہر ایک گوشہ کنعانِ عرب
دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیرانِ عرب	آنکھیں آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربانِ عرب
فصل گل لاکھ ہو وصل کی رکھ آس ہزار	پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستانِ عرب
صد ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار	کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب
ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا	
چار دن برسے جہاں ابر بہارانِ عرب	



تبرکاتِ رسول

امام الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری (ولادت ۱۹۴ھ وصال ۲۵۶ھ)
تبرکاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک باب کے تحت چند احادیثِ
کریمہ کی روایت اپنی صحیح بخاری میں اس طرح کرتے ہیں۔

باب ما ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعصاه وسيفه
وقدحه وخاتمہ۔ وما استعمل الخلفاء بعدہ من ذلك
مما لم یذکر قسمته ومن شعرة ونعله وآنیتہ مما یتبرک
اصحابہ وغیرہم بعد وفاتہ۔

تبرکاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی آپ کی زرہ، عصا، تلوار، پیالہ اور انگوٹھی
کا ذکر جنہیں بعد میں آپ کے خلفاء نے استعمال کیا اور انہیں تقسیم نہیں کیا گیا۔ نیز
آپ کے موئے مبارک، نعلین مبارک اور برتنوں کو آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام
و دیگر حضرات نے تبرکات قرار دے کر ان سے برکت حاصل کی۔

اس باب کے تحت امام بخاری نے مندرجہ ذیل احادیثِ رسول کی روایت کی ہے۔

..... عن انس ان ابا بکر رضی اللہ عنہ لما استخلف بعثہ
الی البحرین وکتب لہ ہذا الكتاب وختمہ وکان نقش الخاتم
ثلثۃ اسطر۔ محمد سطر۔ ورسول سطر، واللہ سطر (صحیح بخاری)
حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ
بنائے گئے تو آپ نے انس کو بحرین بھیجا اور ان کے لئے ایک خط لکھا جس پر (حضور
اکرم والی) مہر لگا دی تھی۔ مہر کی تین سطریں کندہ تھیں۔ (یعنی محمد رسول اللہ) پہلی سطر
میں لفظ محمد، دوسری سطر میں لفظ رسول، اور تیسری سطر میں لفظ اللہ۔

..... حدثنا عیسیٰ بن طہمان قال اخرج النیا انس نعلین

جر وادین لهما قبالان۔ فحدثنی ثابت البنانی بعد عن انس
انهما نعالا النبی صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری)
حضرت عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے۔ انس بن مالک نے انھیں دو
پیراں جو تے دکھائے۔ جن میں سے ہر ایک میں دو تسمے تھے۔ پھر حضرت ثابت
بنانی نے مجھے بتایا کہ انس بن مالک انھیں بتلایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نعلین مبارک ہیں۔

عن ابی بردة قال اخرجت الینا عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کساء ملبدا و قالت فی هذا نزع روح النبی صلی اللہ علیہ
وسلم۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو بردہ سے روایت ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک
موٹی چادر دکھائی اور بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے اندر وصال
فرمایا۔

..... عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان قدح النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انکسر فاتخذ مکان الشعب سلسلۃ من فضۃ
قال عاصم رأیت القدح و شربت فیہ (صحیح بخاری)
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب ان کے پاس وہ محفوظ
پیالہ ٹوٹ گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا تو انھوں (انس بن مالک) نے
ٹوٹے ہوئے حصے پر چاندی کی پتر لگوا دی۔

راوی حدیث عاصم کہتے ہیں۔ میں نے وہ پیالہ دیکھا بھی ہے اور اس
میں پانی بھی پیا ہے۔

..... ان علی بن حسین حدثہ۔ انہم حین قدموا من
المدينة من عند یزید بن معاویہ مقتل حسین بن علی
رحمۃ اللہ علیہ لقیہ مسور بن مخرمۃ۔ فقال لہ هل لك

المن حاجۃ تامرنی بها۔ فقلت له لا۔ فقال له فهل انت
معطى سيف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فانی اخاف
ان یغلبک القوم علیہ۔ وایم اللہ لئن اعطیتنیہ لا یخلص
الیہم ابدا۔ حتی تبلغ نفسی۔ الخ (صحیح بخاری)

امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ
شہادت امام حسین کے بعد یزید بن معاویہ کے پاس سے جب آپ مدینہ منورہ
پہنچے تو حضرت مسور بن مخرمہ نے ان سے ملاقات کر کے کہا کہ کوئی ضرورت ہو تو
مجھے حکم دیں۔ میں نے کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ مسور بن مخرمہ نے کہا کیا آپ
مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار عنایت فرمادیں گے؟ مجھے خطر ہے کہ
مخالفین آپ سے یہ تلوار لے لیں گے۔ اور اگر آپ مجھے عنایت فرمادیں گے تو
واللہ العظیم! جب تک میرے جسم میں جان ہے کوئی شخص بھی مجھ سے یہ تلوار نہیں
لے سکتا۔

قلب و روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والا ایمان افروز منظر

بموقعہ صلح حدیبیہ ۶ ہجری

حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں۔ عروہ بن مسعود ثقفی نمازہ قریش
بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقام حدیبیہ میں آئے اور صحابہ کرام
کی طرف سے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر دیکھ کر جب
مکہ مکرمہ واپس ہوئے تو قبیلہ قریش سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا۔
(عروہ بن مسعود ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے)

واللہ لقد وفدت علی الملوک۔ ووفدت علی قیصر و
کسری و النجاشی۔

واللہ ان رأیت ملکاً قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم
اصحاب محمدٍ محمدًا۔

واللہ ان تنخم نخامة الا وقعت فی کف رجلٍ منهم
فذلك بها وجهه وجلده۔ واذا امرهم ابعدوا امره۔
واذا توضأ کادوا یقتلون علی وضوءہ۔ واذا تکلم خفضوا
اصواتهم عنده۔ وما یحدون الیه النظر تعظیماً۔
(ص ۳۷۹ جلد اول صحیح بخاری)

واللہ! میں بادشاہوں سے ملاقات کر چکا ہوں۔ قیصر و کسریٰ اور نجاشی
کے دربار میں میری حاضری ہوئی ہے۔

واللہ! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا جسکی تعظیم اس کے ہمنشین
اتنی زیادہ کرتے ہوں۔ جتنی تعظیم و توقیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ
اپنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔

واللہ! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی
ہی پر گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔ وہ جب کوئی حکم
دیتے ہیں تو ان کے صحابہ فوراً تعمیل حکم کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو
ان کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ آپس میں لڑ
پڑیں گے۔ وہ جب بات کرتے ہیں تو ان کی بارگاہ میں لوگ اپنی آوازیں پست
رکھتے ہیں۔ اور تعظیماً ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے۔

محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری کی روایت کے مطابق ابو محمد عبد الملک
بن ہشام بن ایوب حمیری بصری ثم مصری (وصال ۲۲۲ھ / ۸۳۸ء) نے محمد بن اسحق بن
یسار مدنی ثم بغدادی (ولادت ۸۵ھ / ۷۰۴ء وصال ۱۵۰ھ) کا یہ بیان نقل کیا ہے
کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر غزوہ بن مسعود ثقفی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی
بائیں کیس جو اس کے دوسرے ساتھیوں سے کرچکے تھے کہ ہم نے جنگ کی نیت سے

نہیں بلکہ ادائیگی عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ کا رخ کیا ہے۔ پھر آپ کے پاس کھڑے ہو کر عروہ بن مسعود نے یہ منظر دیکھا۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو کا پانی لینے کے لئے صحابہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ لعاب دہن پھینکتے ہیں تو اس پر بھی لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ آپ کے جسم کا کوئی بال گرتا ہے تو اسے بھی وہ اٹھا کر رکھ لیتے ہیں۔“

یہ منظر دیکھ کر قریش مکہ کو خطاب کرتے ہوئے عروہ بن مسعود نے کہا۔
اے گروہ قریش! میں کسریٰ سے اس کے ملک میں جا کر ملا۔ میں قیصر سے اس کے ملک میں جا کر ملا۔ میں نجاشی سے اس کے ملک میں جا کر ملا۔ مگر
واللہ! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا جو اپنی قوم میں اتنا معزز ہو جتنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہ میں معزز ہیں۔
اور میں نے وہاں ایسی قوم دیکھی ہے جو کسی قیمت پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یکہ و تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔ اب تم جو چاہو اپنی رائے قائم کرو۔
(ص ۳۷۲ سیرۃ ابن ہشام جلد دوم اعتقاد پبلشنگ ہاؤس۔ سوئیوالان، دہلی)



مقدس ابرو و شرکال

امام حسن بن علی بن ابی طالب نے ہند بن ابی ہالہ کی یہ روایت بیان کی۔
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک مقدار میں طویل تھے اور ان پر بال
 مناسب مقدار میں نہ بہت زیادہ نہ بالکل کم اور باہم ملے ہوئے نہیں تھے۔ اتنے
 قریب تھے کہ دور سے باہم ملے ہوئے معلوم ہوتے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان
 ایک رگ مبارک تھی جو حالت رعب و جلال میں ٹڑپتی تھی اور خون میں جوش پیدا
 ہونے سے اس کے اندر لرزہ سا معلوم ہوتا۔

(ص ۴۴۳ - الوفا باحوال المصطفیٰ لابی الفرح عبد الرحمن بن ابی الحسن المعروف بہ ابن
 الجوزی - اعتقاد پبلشنگ ہاؤس - سوئیوالان - دہلی)

ان الفرحة التي كانت بين حاجبيه يسيرة لا تبين الا من
 دق النظر۔ (سيرة حلبیہ)

دونوں ابروؤں کے درمیان اتنی قلیل کشادگی تھی کہ اسی شخص پر واضح ہوتی
 جو غور سے دیکھتا۔

امام حسن بن علی بن ابی طالب نے ہند بن ابی ہالہ کی یہ روایت بیان کی۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں کی پتلی بہت سیاہ، مبارک
 بھوس طویل، باریک بالوں والی۔ اور مکمل ملی ہوئی نہیں تھیں (اگرچہ لگتا تھا کہ مل گئی
 ہیں) اور مبارک پلکیں دراز تھیں۔ (ص ۴۴۳ - الوفا باحوال المصطفیٰ لابن الجوزی)
 حضرت علی بن ابی طالب نے مقرون الحاجبین (آپ کے ابرو باہم پیوست
 تھے) حضرت سید بن غفلہ نے مقرون الحاجبین (ابر و آپس میں ملے ہوئے)
 اور ایک دوسرے صحابی رسول نے دقیق الحاجبین (لطیف و باریک ابرو والے)
 کی صفت بیان کی ہے۔ طائرانہ نظر ڈالنے پر ابرو متصل معلوم ہوتے مگر غور سے

دیکھنے میں دونوں ابروؤں کے درمیان کشادگی واضح طور پر معلوم ہو جاتی۔
حضرت علی بن ابی طالب کی روایت کے مطابق آپ کی پلکیں لمبی اور خوبصورت
تھیں۔ حضرت ام معبد کہتی ہیں فی اشفاره غطف۔ آپ کی پلکیں حسین اور لمبی
تھیں اور حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں۔

كان اهدب اشفاره العينين (دلائل النبوة للامام البہقی) آپ کی
پلکیں بڑی لمبی تھیں۔

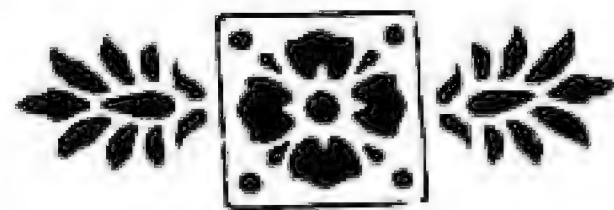
ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہِ کامل کو سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

یاد ابرو کر کے تڑپو بلبلو ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے، کہ وہ ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائینگے

رنگِ مرثیہ سے کر کے خجل یاد شاہ میں کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پر عطرِ جمال گل

جن کے سجدہ کو محرابِ کعبہ جھکی	ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افکنِ مرثیہ	نظارۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
اشکباریِ مرگاں پہ برسے درود	سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام



ریش مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک داڑھی سیاہ، گھنی اور خوش منظر تھی۔ صحابہ کرام بیان کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کث اللحیہ تملأ صدره۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی گھنی اور سینہ کو پُر کئے ہوئے تھی۔

حضرت نافع بن جبیر کہتے ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا۔

ضخم الهامة عظیم اللحیة۔ آپ کا سر اقدس بڑا اور داڑھی اعتدال کے ساتھ لمبی تھی۔

حضرت ہند بن ابی بالہ کا بیان ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کث اللحیة۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی گھنی تھی۔

حضرت سعید بن مسیب حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسود اللحیة۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی خوب سیاہ تھی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں۔

كانت لحيته حسنة شديدة سواد اللحیة۔ آپ کی داڑھی نہایت اچھی اور خوب سیاہ تھی۔

حضرت عمرو بن شعیب کی ایک روایت اَلْوُفَا بِأَحْوَالِ الْمُصْطَفَىٰ اور ترمذی شریف میں ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بڑھی ہوئی داڑھی کو طول و عرض دو تو

طرف سے برابر کاٹ دیا کرتے تھے۔

اور حضرت انس بن مالک کی روایت ہے۔

كانت لحية رسول الله صلى الله عليه وسلم قد ملأت
ههنا الى ههنا۔ آپ کی مبارک داڑھی یہاں سے یہاں تک تھی (یعنی طویل
معتدل تھی) سے

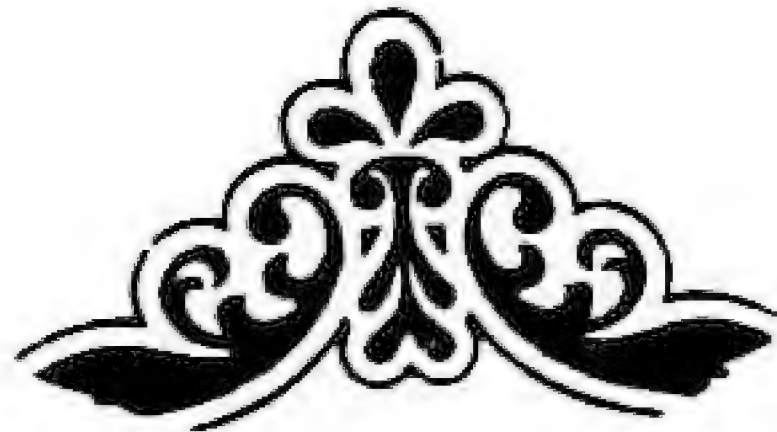
مصحف عارض پہ ہے خط شفیعہ نور کا

لو! سیہ کار و مبارک ہو قبالہ نور کا

خط کہ گرد دھن وہ دل آرا بھین
ریش خوش معتدل، مرہم ریش دل

سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

بالہ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام



گیوے عنبر ہاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے پاک نہایت خوبصورت، سیاہ،
خمدار، نہ بالکل سیدھے، نہ زیادہ گھنگھریالے تھے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں بکثرت تیل لگاتے، داڑھی میں
کنکھی کرتے اور اکثر و بیشتر اپنے سر پر تیل لگا کر اس پر کپڑے کا ایک ٹکڑا رکھ دیتے
تاکہ اسکی چکنابٹ عمامہ پر نہ لگ سکے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید سواد الرأس و
الحمية۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی کے بال نہایت سیاہ
تھے۔

حضرت ابو قریظہ کی ایک روایت ابن عساکر نے نقل کی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید سواد الشعر۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسو بہت سیاہ تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب کا بیان ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن الشعر۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسو بہت خوبصورت تھے۔

حضرت انس بن مالک اس گیسوئے پاک کے بارے میں عرض کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال قدرے گھنگھریالے تھے، نہ بالکل سیدھے
نہ بالکل خمدار۔

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں۔

آپ کے گیسو کانوں کی لو تک تھے۔ اور عرض کرتے ہیں۔ آپ کے بال کاندھوں تک تھے۔

حضرت عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں۔
آپ کے مبارک بال کانوں تک تھے۔
حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں۔

آپ کے بال کانوں اور دونوں شانوں کے درمیان تھے۔
مرویات میں آپ کے گیسوے مبارک کا وصف بیان کرتے ہوئے تین الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ وفرة - لمة - جملة
وفرة ! کانوں کی لو تک پہنچنے والے بال۔ لمة ! کانوں اور کاندھوں کے
بیچ تک پہنچنے والے بال۔ جملة ! کاندھوں کو چھو لینے والے بال۔
جس موقعہ پر جس کیفیت میں گیسوے پاک ہوا کرتے اسی منظر کی صحابہ کرام اپنے
اپنے انداز سے عکاسی کرتے تھے۔

کوچہ گیسوے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم بال پر افشاں ہوں یارب ! بلبلان سوختہ

روح دن یا مہر سما، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں شب زلف یا مشک خشا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

انا فی عطش و سحاک اتم۔ اے گیسوے پاک اے ابر کرم
برسن ہاں اے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
ہے کلام الہی میں شمس و صبحی، ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ ہے کہ حبیب زلف دو قنا کی قسم
وہ کرم کی گٹھا گیسوے مشک سا۔ لکہ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق۔ مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
لخت لخت دل ہر جگر چاکے۔ شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

تقسیم موئے مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی منی فأتی الجمرۃ فرماھا ثم اتی منزله بمنی ونحر ثم قال للحلاق خذوا اشار الی جانبہ الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیہ الناس۔

(ص ۲۲۱ صحیح مسلم جلد اول - کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی منی میں فروکش ہوئے۔ پھر جمرہ کے پاس تشریف لے جا کر رمی جمار کیا۔ پھر منی تشریف لا کر قربانی کی۔ پھر حجام سے فرمایا کہ دائیں طرف سے میرا سر مونڈنا شروع کرو۔ پھر بائیں جانب۔ پھر آپ نے موئے مبارک لوگوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔

حضرت انس بن مالک ہی سے دوسری روایت اس طرح ہے۔

لما رمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجمرۃ ونحر نسکہ وحلق نادل الحالق شقہ الایمن فخلقہ ثم دعا اباطلحۃ الانصاری فاعطاه ایاہ۔ ثم ناولہ الشق الایسر فقال احلق فخلقہ فاعطاه اباطلحۃ فقال قسمہ بین الناس۔ (ص ۲۲۱ صحیح مسلم جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رمی جمار اور قربانی فرما چکے تو حلق (سر مونڈنا) فرمایا۔ حجام کی طرف اپنا دایاں حصہ سر کرتے ہوئے اسے مونڈنے کا حکم دیا۔ اور ابوطلحہ انصاری کو طلب کر کے انھیں موئے مبارک عنایت فرمایا۔ پھر حجام کو حکم دیا کہ وہ آپ کا بایاں حصہ سر مونڈے۔ تو اس نے سر مونڈا اور آپ نے موئے مبارک ابوطلحہ انصاری کو عنایت فرمایا۔ اور حکم صادر فرمایا کہ اسے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔

شارح مسلم ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف، المعروف بہ امام نووی (ولادت ۶۳۱ھ، وصال ۷۴۶ھ) حدیث مذکور الصدر کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
ومنها التبرک بشعره صلی اللہ علیہ وسلم اقتناء للتبرک
(حاشیہ حوالہ مذکورہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ اور حصول برکت کے لئے موئے مبارک کو چن کر اسے محفوظ رکھنا جائز ہے۔

پھر امام نووی نے لکھا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر حلق راس کرنے اور موئے مبارک کی تقسیم کا یہ جو واقعہ پیش آیا۔ تو حلق راس کرنے والے حجام کون تھے۔ ان کے نام کے سلسلے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ معمر بن عبد اللہ العدوی تھے۔

تقسیم موئے مبارک کا یہ واقعہ صحیح بخاری اور ترمذی شریف میں بھی تقریباً اسی طرح ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انس بن مالک کو باقاعدہ حکم دیا کہ یہ موئے مبارک اپنی ماں ام سلیم کو بھی دے دینا۔ ام سلیم ابو طلحہ انصاری کی بیوی ہیں۔ انس بن مالک بیان کرتے ہیں۔

لما حلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأسہ بمنی اخذ شق رأسہ الایمن بیدہ۔ فلما فرغ ناو لنی۔ فقال: یا انس انطلق بهذا الی ام سلیم۔ فلما رأی الناس ما خضابہ تنافسوا فی الشق الاخر هذا یاخذ الشئ۔ وهذا یاخذ الشئ۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی منیٰ میں جب اپنا سر منڈایا تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے دائیں حصہ سر کو پکڑا اور منڈایا۔ اور جب اس سے فارغ ہوئے تو مجھے کچھ موئے مبارک دے کر فرمایا کہ اے انس! یہ اپنی ماں کے پاس لے جا کر

انہیں دے دینا۔ ہمارے ساتھ یہ خصوصی عنایت لوگوں نے دیکھ کر بائیں حصہ سر کے مونڈے جانے کے وقت ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش شروع کر دی کوئی کچھ موئے مبارک یہاں سے حاصل کر رہا ہے۔ کوئی وہاں سے حاصل کر رہا ہے۔ غنم بن عبداللہ بن مواہب سے روایت ہے۔

ارسلنی اہلی الی ام سلمة بقدرح من ماء فجاءت بجلجل من فضة فیه شعر من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان اذا اصاب الانسان عین او شیء بعث بہا مخضبة۔ قال: فاطلعت فی الجملجل قرأت شعرات حمراء۔ (رواہ البخاری فی کتاب اللباس)

حضرت ام سلمہ نے موئے مبارک کو ایک شیشی میں رکھ لیا تھا۔ جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر اس کا پانی اسے دے دیتیں۔ اور اس پانی سے اس شخص کو شفاء حاصل ہو جاتی۔ (خلاصہ حدیث)

حضرت خالد بن ولید کے بارے میں قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مالکی (ولادت ۵۴۶ھ۔ وصال ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں۔

وكانت فی قلنسوة خالد بن الولید شعرات من شعرة صلی اللہ علیہ وسلم۔ فسقطت قلنسوته فی بعض حروبہ فشذ علیہا شدة انكر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم كثرة من قتل فیہا۔ فقال لما فعلها بسبب القلنسوة۔ بل لما تضمنت من شعرة صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی المشرکین۔ (ص ۴۴۔ الجزء الثاني۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى۔ مطبع اصح المطابع بمبئی)

حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ آپ کی وہ ٹوپی ایک جنگ کے موقع پر گر گئی آپ نے اس کے حصول کے لئے بڑا سخت حملہ کیا جس میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے، اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس حملہ پر اعتراض کیا۔ آپ نے جواب دیا۔

میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ اس کے اندر موجود موئے مبارک کے لئے کیا تھا کہ کہیں میں اسکی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور یہ مشرکوں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

حضرت خالد بن ولید کی یہ ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی تھی۔ آپ نے اس کی تلاش و بازیابی کی سخت جدوجہد کی۔ اور آخر کار مل گئی۔ لوگوں نے پوچھا اتنی سعی و کوشش کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عمرہ فرمایا۔ جب آپ نے اپنا سر مبارک منڈوایا تو لوگ موئے مبارک لینے کے لئے دوڑ پڑے۔ میں نے بھی آپ کی پیشانی مبارک کے چند بال حاصل کر کے اس ٹوپی کی زینت بنالیا۔ جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی۔ اس کی برکت سے مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔ (ترجمہ خالد بن ولید۔ الاصابہ) حضرت انس بن مالک کے بارے میں حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے۔

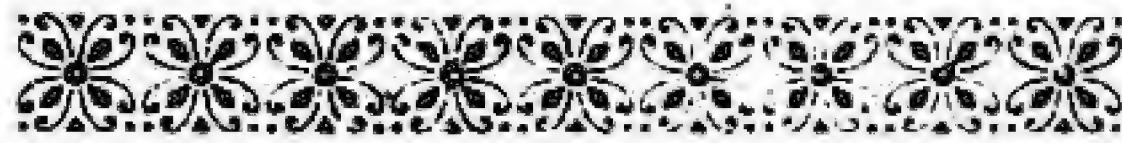
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے۔ جسے میرے مرنے کے بعد میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے ان کی وصیت کے مطابق وہ موئے مبارک انکی زبان کے نیچے رکھ دیا۔ اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے (ترجمہ انس بن مالک۔ الاصابہ) حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کے بارے میں علامہ جلال الدین بن ابی بکر سیوطی (ولادت ۵۸۴۹ھ - وصال ۵۹۱۱ھ) لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک حضرت امیر معاویہ کے پاس موجود تھے۔ آپ نے وصیت کی کہ یہ موئے مبارک میرے مرنے کے بعد میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیئے جائیں۔ اور پھر مجھے رحم الراحمین کے حوالہ کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء - نور پبلشنگ ہاؤس - فراشناہ، دہلی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ حلق راس اور تقسیم موئے مبارک والی حدیث پاک کے بارے میں امام محمد بن سیرین تابعی روایت کرتے ہیں۔

فحدثنیہ عبیدۃ السلمانی۔ یرید ہذا الحدیث: فقال
 لان یكون عندی شعرة منه احب الی من کل بیضاء وصفراء علی
 وجه الارض وفی بطنها۔ (رواہ الامام محمد بن حنبل فی مسندہ)

حضرت عبیدہ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک
 میرے نزدیک روئے زمین اور زیر زمین کی ہر سپید و زرد دولت سے زیادہ محبوب ہے۔
 حضرت ابوسلمہ کی روایت ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ
 میرے والد (عبد اللہ بن زید) منخر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں
 حاضر تھے۔ حضور نے صحابہ یا تقسیم فرمائے اور انھیں اپنا موئے مبارک عنایت فرمایا۔
 (الاصابہ)

محمد بن عبد اللہ بن زید کا یہ بھی بیان ہے کہ وہ موئے مبارک مہندی اور وسم سے
 رنگا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم)



حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ولادت ۱۱۱۲ھ / ۱۷۰۲ء - وصال ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء)
 اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی (ولادت ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ء) کی بیماری اور حصول غفلت
 موئے مبارک
 کا ایک ایمان افروز واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں

موئے مقدس کی برکات

فرمایا! ایک بار مجھے بخار نے آیا اور بیماری نے طول پکڑا یہاں تک
 کہ زندگی سے ناامید ہو گیا۔ اسی دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ
 حضرت شیخ عبدالعزیز سلمے موجود ہیں اور فرما رہے ہیں۔

بیٹے! حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تیری بیمار پرسی کو تشریف لائے ہیں
 اور شاید تیری پائنتی کی طرف سے تشریف لائیں اس لئے چارپائی کو اس طرح رکھنا
 چاہئے کہ حضور کی طرف تمہارے پاؤں نہ ہوں۔

یہ سنکر مجھے افاقہ ہوا۔ قوت گویائی نہیں تھی۔ حاضرین نے میرے اشارے
 پر چارپائی کا رخ پھیر دیا۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔
 اور فرمایا کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ۔ (اے میرے بیٹے! کیسے ہو؟)

اس کلام کی لذت اس قدر غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ و بکا اور وجد و اضطراب
 کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انداز سے اپنی بغل میں لپکا کہ
 آپ کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا جبہ مبارک میری آنکھوں سے تر ہو گیا۔
 — پھر آہستہ آہستہ وجد و اضطراب کی کیفیت حالت سکون میں بدل گئی۔

اسی وقت میرے دل میں آیا کہ ایک مدت سے موئے مبارک کے حصول کی آرزو

رکھتا ہوں۔ کیا ہی کرم ہو اس وقت تبرک عنایت فرمائیں۔ میرے اس خیال سے آپ مطلع ہوئے اور دارُھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو مقدس بال میرے ہاتھ پر آپ نے رکھ دیا۔ پھر میرے دل میں آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالم بیداری میں بھی میرے پاس رہیں گے یا نہیں؟ اس کھٹکے پر مطلع ہو کر آپ نے فرمایا، یہ دونوں بال عالم ہوش اور بیداری میں بھی باقی رہیں گے۔ اس کے بعد آپ نے صحت کلی اور طویل عمر کی خوشخبری سنائی۔

اسی وقت مرض سے افاقہ ہو گیا۔ میں نے چراغ منگوا دیا۔ وہ دونوں مقدس بال اپنے ہاتھ میں نہ پائے تو میں غمگین ہو کر بارگاہِ عالی کی طرف متوجہ ہوا۔ غیبت واقع ہوئی اور آنحضور مثالی صورت میں جلوہ فرما ہوئے۔ فرمایا۔

اے بیٹے! عقل و ہوش سے کام لو۔ وہ دونوں بال احتیاطاً تھما رہے سرہانے کے نیچے رکھ دیئے تھے۔ وہاں سے لے لو۔

افاقہ ہوتے ہی وہ دونوں مقدس بال وہاں سے اٹھائے اور تعظیم و تکریم سے ایک جگہ محفوظ کر کے رکھ دیئے۔ اس کے بعد دفعۃً بخار ٹوٹا۔ اور انتہائی ضعف و نقاہت طاری ہوئی، سر سے اشارہ کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد اصل طاقت بحال ہوئی اور صحت کلی نصیب ہوئی۔

اسی سلسلے میں یہ کلمات بھی فرمائے تھے کہ ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپس میں گتھے رہتے ہیں، مگر جب درود پڑھا جائے تو جدا جدا کھڑے ہو جاتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تاثیر تبرکات کے منبروں میں سے تین آدمیوں نے امتحان لینا چاہا۔ میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا۔ مگر جب بحث و مباحثہ طویل ہو گیا تو کچھ عزیزانِ مقدس بالوں کو سورج کے سامنے لے گئے۔ اسی وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ حالانکہ سورج بہت گرم تھا اور بادلوں کا موسم بھی نہ تھا۔

یہ واقعہ دیکھ کر منکروں میں سے ایک نے توبہ کی۔ اور دوسرے نے کہا یہ اتفاقی امر ہے۔ عزیز دوسری مرتبہ لے گئے تو دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ اس پر دوسرے منکر نے بھی توبہ کیا۔ مگر تیسرے نے کہا یہ تو اتفاقی بات تھی۔ یہ سن کر تیسری بار موئے مبارک کو سورج کے سامنے لے گئے۔ سہ بارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ تو تیسرا منکر بھی توبہ کرنے والوں میں شامل ہو گیا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا! ایک باریہ موئے مبارک زیارت کے لئے باہر لے آیا۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ ہر چند صندوق تبرک کا تالا کھولنے کی کوشش کی گئی لیکن نہ کھلا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلاں آدمی ناپاک ہے جس کی ناپاکی کی شامت کے سبب یہ نعمت میسر نہیں آرہی ہے۔ عیب پوشی کرتے ہوئے میں نے ان سب کو تجدید طہارت کے لئے حکم دیا۔ وہ ناپاک آدمی بھی مجمع سے چلا گیا۔ اور اس وقت بڑی آسانی سے تالا کھولا گیا۔ اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت والد ماجد نے آخری عمر میں جب تبرکات تقسیم فرمائے تو ان دونوں بالوں میں سے ایک کاتب الحروف کو عنایت فرمایا۔ جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے۔ (ص ۱۰۴-۱۰۵۔ انفاس العارفین۔ تالیف: حضرت شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم محدث دہلوی۔ ترجمہ: سید محمد فاروق قادری۔ طبع چہارم۔ مکتبہ الفلاح دیوبند) اور اسی واقعہ کو اختصار کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک دوسری کتاب میں اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

اخبرنی والدی انه کان مریضاً فرأى النبى صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم۔ فقال۔ کیف حالتک یا بنی۔

ثم بشره بالشفاء واعطاه شعرتین من شعور الحیثہ فتعافى من المرض فی الحال۔ ولبقت الشعرتان عندہ فی الیقظة۔ فاعطانی احداھما فہی عندی (الحديث)

الخامس عشر۔ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین للشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی۔

مجھے میرے والد نے بتلایا کہ انھیں بیماری کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا خواب میں شرف حاصل ہوا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بیماری سے شفایابی کی خوشخبری دی۔ اور اپنی دائرہ مبارک کے دو بال عنایت فرمائے۔ جس کے بعد وہ فوراً صحت یاب ہو گئے۔ اور دونوں موئے مبارک بیداری کے بعد بھی ان کے پاس موجود تھے۔ والد ماجد نے ان میں سے ایک موئے مبارک مجھے عنایت فرمایا جو اس وقت بھی میرے پاس ہے

چھائیں رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
سایہ افگن ہوں ترے پایے کے پیارے گیسو
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو
چھائیں رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو
اڑ کے آئے ہیں جوا برو پہ تمہارے گیسو
سجدہ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو
ابروؤں پہ وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو
جال کھل جائے جواک دم ہو کنارے گیسو

چمن طیبہ میں سنبھل جو سنوارے گیسو
ہم کیسے کاروں پہ یارب تپش محشر میں
آخر حج غم امت میں پریشاں ہو کر
گوش تک سنتے تھے فریاد آئے تادوش
سو کھے دعاؤں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
کعبہ جاں کو پہنایا ہے غلاف مشکیں
سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
دیکھو قرآن میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں کلیاں واللہ
شان رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم کبیر
شانہ ہے پنجہ قدرت ترے بالوں کے لئے
مزدہ ہو جھوم کے قبلے گھنگھور گھٹائیں مڈ میں
تار شیرازہ مجموعہ کوئین ہیں یہ

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

تعارف

پس منظر | اغراض و مقاصد | پروگرام

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ



حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

تعارف:

برصغیر کی عظیم روحانی شخصیت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے منسوب اس بین الاقوامی ادارے کی بنیاد آج سے بیس سال قبل آپ ہی کے عظیم روحانی خانوادے کے چشم و چراغ حضرت صاحبزادہ سلطان نیاز الحسن قادری و حضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری نے رکھی رفتہ رفتہ دین کا درد رکھنے والے مخلصین دنیا بھر سے اس میں شامل ہوتے گئے اور اب بحمد اللہ یہ ادارہ ایک عالمگیر مشن اور تحریک کی شکل اختیار کر چکا ہے کئی اہل اور باصلاحیت افراد نے اس کے مشن کی تکمیل کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے ٹرسٹ کے ان بانی قائدین کی بے لوث اور مخلصانہ قیادت میں شبانہ روز اس کثیر المقاصد ادارے کے متنوع منصوبہ جات کے لیے دامے، درمے، قد مے، خنہ کو شاں ہیں ٹرسٹ کی ہمہ پہلو خدمات کا دائرہ ملک سے باہر خلیج یورپ اور امریکہ تک پھیلا ہوا ہے ٹرسٹ کا بنیادی مقصد خدمت دین اور خدمت انسانیت ہے اور ٹرسٹ کے مختلف دعوتی و تبلیغی، تعلیمی و تحقیقی اور رفاہی و فلاحی منصوبہ جات کا محور یہی بنیادی مقصد ہے ٹرسٹ کا مطمح نظر للہیت اور خالصیت ہے۔

اغراض و مقاصد / پروگرام:

- ۱- اتفاق، ایثار اور احسان کے قرآنی تصورات کی عملاً ترویج تاکہ صحیح معنوں میں رفاہی اور فلاحی اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں آ سکے۔
- ۲- سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات کی اشاعت و ترویج کا مؤثر اہتمام جس کے ذریعے حقیقی تصوف کے علمی و عملی پہلوؤں کو اجاگر کیا جاسکے۔
- ۳- علوم شریعہ اور علوم عصریہ کا حسین امتزاج تاکہ ایسے رجال کار میسر آ سکیں جو عصری تقاضوں کی روشنی میں دین و ملت کی ہمہ پہلو خدمت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔
- ۴- ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا مؤثر اہتمام۔
- ۵- دکھی انسانیت کی خدمت کے لیے شعبہ سماجی بہبود کا قیام تاکہ قومی و ملی ترجیحات کے مطابق رفاہی و فلاحی سرگرمیوں کا آغاز کیا جاسکے۔
- ۶- مستحق اور نادار مریضوں کو مفت طبی سہولتوں کی فراہمی کا اہتمام۔

پروگرام: (الف)

- ۱- دینی اور عصری علوم کی ایک ساتھ تعلیم کے لیے معیاری جامعات کا قیام۔
- ۲- قرآن حکیم کی تعلیم (حفظ و ناظرہ) کے لیے مدارس کا قیام۔
- ۳- بچوں اور بچیوں کے لیے پرائمری اور سیکنڈری سطح کے سکولز کا قیام۔
- ۴- حضرت سلطان باہو یونیورسٹی کا قیام۔ (الحمد للہ تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے)
- ۵- نوجوانوں کے لیے جنرل کالج، کامرس کالج، کمپیوٹر کالج، اوپن کالج، اور لاء کالج وغیرہ کا قیام۔
- ۶- دین فہمی کے لیے شارٹ ٹرم کورسز کا اجراء۔
- ۷- طلباء کی معاونت کے لیے ایوننگ کوچنگ سنٹرز کا قیام۔

(ب)

- ۱- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ و دیگر صوفیائے کرام کے قلمی مسودات کی دریافت و تحقیق اور تدوین و اشاعت۔
 - ۲- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی نسخوں کے معیاری اور مستند تراجم اور شروحات کی تدوین و اشاعت۔
 - ۳- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات اور تعلیمات تصوف پر جدید طرز تحقیق کے مطابق معیاری کتب و رسائل کی اشاعت۔
 - ۴- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی مستند سوانح حیات کی اشاعت۔
 - ۵- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات کے حوالے سے علمی و تحقیقی کام کرنے والے مصنفین کی حوصلہ افزائی اور ان کی نگارشات کی اشاعت۔
 - ۶- حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ و دیگر صوفیائے کرام کی قلمی و طبع شدہ کتب اور ان کے افکار و تعلیمات سے متعلق جملہ کتب پر مشتمل لائبریری کا قیام۔
 - ۷- سالانہ قومی و بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد۔
- الحمد للہ اس وقت بھی حضرت سلطان باہو ٹرسٹ کے زیر اہتمام جو ادارے دنیا بھر میں کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

منصوبہ جات:

حضور ختمی مرتبت ﷺ کی خصوصی توجہات اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوضات و تصرفات سے پاکستان میں ٹرسٹ کے زیر انتظام درج ذیل تعلیمی و رفاہی منصوبہ جات کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔

- ۱- جامعہ الحراء دربار حضرت سلطان باہو جھنگ
- ۲- حرا اکیڈمی دربار حضرت سلطان باہو جھنگ
- ۳- ہولی کالج اینڈ سائنس اکیڈمی لاہور
- ۴- ہولی آئیڈیل سکول رجائے ضلع صوبہ فیک سنگھ
- ۵- الحراء کمیونٹی گرلز کالج میرپور آزاد کشمیر
- ۶- الحراء ماڈل سکول پنیالہ / ڈیرہ اسماعیل خان
- ۷- الحراء کمیونٹی کالج کوئٹہ
- ۸- جامعہ فاطمیہ ضیاء البنات تترال ضلع چکوال
- علاوہ ازیں بیرون پاکستان درج ذیل منصوبہ جات کے ذریعے ٹرسٹ اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔
- ۱- جامعہ اسلامیہ برمنگھم
- ۲- الحراء کمیونٹی کالج برمنگھم
- ۳- جامعہ اسلامیہ بریڈ فورڈ
- ۴- جامعہ اسلامیہ نوٹنگھم
- ۵- الحراء ایجوکیشنل سنٹر لندن
- ۶- الحراء ایجوکیشنل سنٹر نیلسن
- ۷- الحراء ایجوکیشنل سنٹر سلو
- ۸- مدرسہ اسلامیہ نوٹنگھم
- ۹- اسلامک ہیلپ برطانیہ
- ۱۰- دارالذکر بلیک برن

ٹرسٹ کے ساتھ تعاون کی مختلف صورتیں

ان منصوبہ جات کی تکمیل کا انحصار دردمند اور مخیر حضرات کے تعاون پر ہے جملہ اہل اسلام مندرجہ ذیل طریق پر ٹرسٹ کے متذکرہ رواں منصوبہ جات اور توسیعی و تعمیراتی منصوبوں کی تکمیل میں ٹرسٹ کا ہاتھ بٹا سکتے ہیں ان کا یہ تعاون دنیا و آخرت میں موجب خیر و برکت ہوگا۔

۱- رکنیت

آپ ٹرسٹ کی رکنیت اختیار کر کے ٹرسٹ کی معاونت کر سکتے ہیں جس کے لیے آپ کو ماہانہ ایک سو روپیہ یا سالانہ ایک ہزار روپے ادا کرنا ہوں گے۔

۲- تاحیات رکنیت

ٹرسٹ کی تاحیات رکنیت معاونت کی ایک موثر شکل ہے جس کے لیے آپ کو مبلغ 25000/- روپے یکمشت ادا کرنے ہوں گے۔

۳- قربانی کی کھالیں، عطیات، زکوٰۃ، صدقات

آپ قربانی کی کھالیں، عطیات، زکوٰۃ صدقات کی مد میں ٹرسٹ کو رقوم بھجوا سکتے ہیں۔

۴- تعمیراتی سامان

آپ تعمیراتی سامان مثلاً اینٹ، سیمنٹ، سریا وغیرہ یا فرنیچر اور دیگر ضروری ساز و سامان بھی ٹرسٹ کو بطور عطیہ پیش کر سکتے ہیں۔

۵۔ سپانسر شپ سکیم

ٹرسٹ کے تعلیمی اداروں میں غریب و یتیم بچے کو سپانسر کرنا چاہیں تو حفظ قرآن اور سکول میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کا ماہانہ خرچ 1000 روپے ہے جبکہ عالم دین بننے والے اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کا ماہانہ خرچ 2000 روپے ہے۔

۶۔ رضاکارانہ خدمات

علاوہ ازیں آپ اپنا قیمتی وقت اور خداداد صلاحیتیں ٹرسٹ کے مختلف منصوبہ جات کے لیے بروئے کار لا کر اس عظیم مشن کے معاونین میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اپیل:-

جملہ اہل اسلام سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ ٹرسٹ کی دل کھول کر معاونت کریں آپ کی دی ہوئی پائی پائی امانت اور دیانت کے مسلمہ اصولوں کے مطابق خرچ کی جائے گی۔ تعاون کے لیے اپنی رقوم ٹرسٹ کے درج ذیل اکاؤنٹ میں بھجوائیں۔

اکاؤنٹ نمبر 421-8 مسلم کمرشل بینک۔ رائے ونڈ روڈ، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

اکاؤنٹ نمبر یو۔ کے اکاؤنٹ نمبر پاکستان

Hazrat Sultan Bahu Trust (PAK)

Account No. 421-8

Muslim Commercial Bank

Multan Road, Thokar Niaz Baig

Lahore Pakistan

Hazrat Sultan Bahu Trust (UK)

Royal Bank of Scotland

Account No. 11516926

PLC 79/83 Colmore Row,

Birmingham B3 2AP

رابطہ اور معلومات کے لیے

Hazrat Sultan Bahu Trust (PAK)

14 Km Multan Road

Thokhar Niaz Baig

Lahore Pakistan

ph: 0092-42-7513481

Hazrat Sultan Bahu Trust (UK)

17- Ombersley Road

Balsall Heath Birmingham

B-12, 8UT, (UK)

ph: 0121-4404096



قرآن حکیم

اور

حضور کا مقابلاً نبوت ﷺ

مُصَنَّف

صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن سرسری قادری

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

احوال و مقاماتِ سلطانِ العارفينِ پرايکٹ منفرد کتاب

فیضانِ کمال

مؤلف:

صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن سرسری قادری

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

سِرِّ السُّلْطَانِ رَوِّحِ الشَّرِیفِ

فارسی متن مع اردو ترجمہ

تصنیف لطیف

سُلْطَانُ الْفَقْرِ، سُلْطَانُ الْعَارِفِینَ، بُرْهَانُ الْوَالِیِّینَ
حَضْرَتِ سُلْطَانِ بَاهُو رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

ترجمہ و تشریح

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی

حَضْرَتِ سُلْطَانِ بَاهُو ٹرسٹ

قرآن حکیم
اور
حضور کی شانیں

مُصَنَّف

صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن سروری قادری

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ خدمتِ دین اور خدمتِ انسانیت کا ایک عالمگیر مشن ہے۔ یہ بین الاقوامی ادارہ گزشتہ کئی سالوں سے چارواںک عالم میں دعوتی و تبلیغی، تعلیمی و تحقیقی اور فلاحی و رفاہی میدانوں میں سرگرم عمل ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت دنیا بھر میں حضرت سلطان باہو ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام درجنوں تعلیمی و تربیتی اور سماجی بہبود کے ادارے اہل اسلام کی خدمت میں مشغول ہیں۔

ملتِ اسلامیہ کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا موثر اہتمام اور دینِ متین کی تبلیغ و اشاعت (جو ٹرسٹ ہذا کے اولین مقاصد میں شامل ہے) کے حصول کے لئے تحقیق و اشاعت کا شعبہ قائم کیا گیا۔

اس اہم شعبہ کے پیش نظر اہداف حسبِ ذیل ہیں

- عقائد و اعمال کی اصلاح کے لئے مفید اسلامی لٹریچر کی اشاعت۔
- نسلِ نو کو بنیادی دینی تعلیمات سے آشنا کرنے کے لئے سادہ، آسان فہم اور دلکش کتب کی اشاعت۔
- مفید دینی و اصلاحی کتب سے وسیع تر استفادہ کیلئے ان کے بین الاقوامی زبانوں میں تراجم اور اشاعت۔
- عالمِ اسلام کی عظیم روحانی شخصیت، سلطان العارفین، حضرت سلطان باہوؒ کے قلمی مسودات کی دریافت و تحقیق اور مختلف زبانوں میں تدوین و اشاعت۔

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

